سوال

(197) قنوت وتر رکوع سے پہلے یا بعد میں؟

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا قنوت وتر میں رکوع سے پہلے ہاتھ اٹھائے جائیں اور اس کی کیا دلیل ہے؟ (ایک سائل)

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ویقنت قبل الرکوع اور رسول اللہ ﷺ نماز وتر میں رکوع سے پہلے قنوت پڑھتے تھے۔ (سنن نسائی ج 3ص 235 حدیث: 1700، سنن ابن ماجہ: 1182)

یہ حدیث صحیح ہے کیونکہ سفیان الثوری کی متابعت فطر بن خلیفہ نے کر رکھی ہے۔ دیکھئے سنن الدارقطنی (ج 2ص 31ح 16449

اسے الضیاء المقدسی نے دار المختارۃ میں روایت کیا ہے لہذا راجح یہی ہے کہ قنوت وتر رکوع سے پہلے کی جائے جیسا کہ راقم الحروف نے اپنی کتاب ہدیۃ المسلمین فی جمع الاربعین من صلاۃ خاتم النبیین ﷺ (نماز کی صحیح اور مستند چالیس حدیثیں ص 58 حدیث 28) میں صراحت کی ہے۔

السنن الکبریٰ للبیہقی (3،39،38) اور مستدرک الحاکم (3/172) کی جس روایت سے رکوع کے بعد والا قنوت ثابت ہوتا ہے: 'اذا رفعت راسی ولم یبق الا السجود" اس کی سند الفضل بن محمد مسیب الشعرانی کی وجہ سے ضعیف ہے۔ حاکم نے اسے ثقہ جبکہ الشعرانی کی وجہ سے ضعیف ہے۔ حاکم نے اسے ثقہ جبکہ الحسین بن محمد القبانی نے کذاب کہا ہے۔ ابن حزم کہتے ہیں: "صدوق الا انہ کان غالیا فی التشیع" (لسان المیزان ج ٤ص 448ت 1368)

ابو حاتم نے کہا: تکلموا فیہ: الجرح والتعدیل 7/92ت 11937)

لہذا اس پر جرح ہی راجح ہے۔

ابن مندہ نے یہی روایت الفضل بن محمد بن مسیب سے "ان اقول اذا فرغت من قراءتی فی الوتر" کے الفاظ سے ساتھ بیان کی ہے۔ (التوحید لابن مندہ ج 2ص 191، وسندہ صحیح الی الفضل بن محمد بن المسیب)

اس سے رکوع سے پہلے قنوت ثابت ہوات ہے لہذا الفضل مذکور کی روایت میں تعارض ثابت ہوگیا۔ اس کا دوسرا راوی ابوبکر بن عبدالرحمن بن عبدالملک بن شیبہ بھی متکلم فیہ ہے۔ (دیکھئے تہذیب الکمال ج11ص284)

صحیح بخاری میں اس کی صرف دو روایتیں ہیں جوکہ متابعات میں ہیں، امام بخاریؒ نے اس سے حجت نہیں پکڑی۔ (ہدیہ الساری مقدمۃ فتح الباری ص418)

مختصر یہ کہ بعد از رکوع والی روایت بلحاظ سند ضعیف ہے۔ جبکہ قنوت نازلہ میں بعد از رکوع ہی قنوت ثابت ہے۔ باقی قنوت وتر میں ہاتھ اٹھانے کی کسی صحیح حدیث میں وضاحت مذکور نہیں ہے لہذا بہتر یہی ہے کہ ہاتھ نہ اٹھائے جائیں تاہم اگر کوئی دوسرے عام دلائل کو ملحوظ رکھتے ہوئے ہاتھ اٹھاتا ہے تو یہ بھی جائز ہے۔ واللہ اعلم (شہادت، جنوری 2000ء)

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاوی علمیہ

جلد1۔کتاب الصلاۃ۔صفحہ413

محدث فتویٰ